خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین زمانہ میرا ہے، پھر جو لوگ اس کے بعد ہوئے، پھر جو لوگ اس کے بعد ہوئے۔ [الموسوعۃ الحدیثیہ]

حدیث حواب کا تحقیقی جائزہ

شیعہ ذاکر ابن مرزا کے باطل استدلال کا علمی و تحقیقی تعاقب

تصنیف:

حافظ ابو معاویہ عبد الرحمن سلفی حفظہ اللہ

خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین زمانہ میرا ہے، پھر جو لوگ اس کے بعد ہوئے، پھر جو لوگ اس کے بعد ہوئے۔[الموسوعۃ الحدیثیہ]

حدیث حواب کا تحقیقی جائزہ

شیعہ ذاکر ابن مرزا کے باطل استدلال کا علمی و تحقیقی تعاقب

تصنیف:

حافظ ابو معاویہ عبد الرحمن سلفی حفظہ اللہ

فہرست مضامین

ابتدائیہ 4

حدیث حو اَب 7

کیاسیدہ عائشہ صدیقہؓ پر حواب کے کتے بھونکنے والی روایت کا معجم الاوسط للطبرانی والا شاہد صحیح سند سے ثابت ہے؟ ... 11

حدیث حو اَب کا درایتاً علمی و تحقیقی جائزہ 14

حدیث حو اَب پر علمائے محدثین کی جرح 16

کیایہ حدیث صحیح ہے کہ اے علیؓ عنقریب آپ کے اور سیدہ عائشہؓ کے درمیان ایک معاملہ ہو گا؟ 18

کیایہ حدیث صحیح ہے کہ میری ایک بیوی پر چشمہ حو اَب کے کتے بھونکیں گے اور اس کے دائیں بائیں بڑی قتل و غارتگری ہو گی؟ 21

سلسلہ احادیث صحیحہ میں موجود اس ضعیف حدیث پر علامہ البانیؒ کے قول و تبصرے کا جواب 22

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے جنگ جمل کے بعد اپنے فیصلے سے رجوع کر لیا یا مرزا ثانی نے افضل النساء پر بہتان باندھا؟ 24

روایت نمبر 1 24

روایت نمبر 2 25

صحیح البخاری کی حدیث سے مرزا جہلمی کے باطل استدلال کا علمی و تحقیقی جواب 26

اماں جان سیدہ عائشہ صدیقہؓ کیوں روتی تھیں جس سے دوپٹہ تر ہو جاتا تھا؟ 27

ابتدائیہ

دشمنان صحابہ کرامؓ ہر دور میں کسی نہ کسی طرح کوئی نہ کوئی موضوع، من گھڑت، منکر یا ضعیف روایات لے کر امت کے سب سے پاکیزہ گروہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر الزمات لگاتے آئے ہیں جن میں سے ایک الزام افضل النساء ملکہ طہارت سیدہ عائشہ صدیقہؓ پر چشمہ حو اَب کے کتوں کا بھونکنا ہے۔ یہ روایت تابعی قیس بن ابی حازم کی منکر روایات میں سے ایک روایت ہے اور وہ جنگ جمل میں موجود بھی نہیں تھے کس سے سن کر یہ واقعہ بیان کیا علم نہیں۔ زمانہ جدید کے فتنہ ابنِ مرزا نے بھی اس روایت سے اپنا باطل استدلال لینے کی ناکام کوشش کی ہے جس کو لئے اس نے افضل النساء پر وہ باطل الزامات لگائے کہ نہ آسمان گرا نہ زمین اس سے کانپی۔

شیعہ ذاکر ابن مرزا اس حدیث کو اپنے بدنام زمانہ پمفلٹ B5 میں حدیث نمبر 12 کے تحت لایا ہے جس میں جابجا اس نے باطل فٹ نوٹس لگائے ہیں۔ مرزا جس عنوان کے تحت یہ حدیث لایا اس کا عنوان ہے "خلیفہ راشد سے بغاوت بدعت ہے! جنگ جمل، صفین اور نہروان میں سیدنا علیؓ کی حقانیت اور شہادت عثمانؓ" جہاں دبے لفظوں میں اس نے ملکہ طہارت سیدہ عائشہ صدیقہؓ پر بدعت کا الزام بھی لگایا وہیں باطل اور منکر روایات کی بنا پر جھوٹ کو فروغ دے کر اپنی اور اپنے اندھے مقلدین کی عاقبت برباد کر لی۔ ویسے بھی مرزا ثانی اپنے ویڈیو لیکچرز میں اکثر و بیشتر کہتا ہے کہ اگر ایک حق پر ہو تو دوسرا باطل پر ہوتا ہے جبکہ اس کی یہ بات مکمل طور پر غلط اور سوچ باطل ہے۔ اور مرزا جی نے اپنے اس قول کو علامہ البانیؒ کے قلم سے بھی نقل کرنے کی کوشش کی ہے جس کا جواب ہم آگے دے رہے ہیں۔

جمل و صفین میں چند صحابہ کرامؓ کے درمیان جو بھی ہوا وہ ان کی آزمائش اور ان کے بشری تسامحات پر اللہ کے فضل کا سبب

تھا ہر ایک صحابی ان معاملات میں اجتہاد پر فائز تھا اور ہر صحابی نبی حق ہے اور یہی عقیدہ اہلسنت والجماعت کا ہے۔ اگر نہیں تو چلیں ایک حدیث آپ کے سامنے پیش کر کے اس حق و باطل والی مرزاجی کی چالاکی کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوہ خندق سے فارغ ہوئے تو ہم سے آپ نے فرمایا کوئی شخص بنو قریظہ کے محلہ میں پہنچنے سے پہلے نماز عصر نہ پڑھے لیکن جب عصر کا وقت آیا تو بعض صحابہ کرامؓ نے راستہ ہی میں نماز پڑھ لی اور بعض صحابہ کرامؓ نے کہا کہ ہم بنو قریظہ کے محلہ میں پہنچنے پر نماز عصر پڑھیں گے اور کچھ حضرات کا خیال یہ ہوا کہ ہمیں نماز پڑھ لینی چاہیے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا مقصد یہ نہیں تھا کہ نماز قضاء کر لیں پھر جب آپ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے کسی پر بھی ملامت نہیں فرمائی۔[صحیح بخاری 946]

مرزاجی! اب یہاں تو آپ سے سوال بنتا ہے کہ ان دونوں گروہوں میں سے آپ تو ایک کہ حق پر ہونے کے قائل ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ دونوں کے اجتہاد کو قوت سند عطا کر رہے ہیں مگر پھر یہ کیا ہے؟ اب یہاں اس حدیث پر غور کریں تو صحابہ کرامؓ کے دونوں گروہوں کی نیت نیک اور بھلائی والی تھی اور درست اور حق بجانب تھی۔ ایک گروہ کا خیال تھا کہ نبی کریم ﷺ کے حکم سے اللہ کا حکم عالی و سبقت والا ہے جبکہ دوسرے گروہ کا خیال تھا کہ ہر حال میں نبی کی اطاعت و فرمانبرداری لازم ہے جس پر نبی کریم ﷺ نے دونوں کو حق بجانب کہا۔ اب رہا جنگ جمل و صفین کا تو یہاں بھی ایک گروہ کا ارادہ اللہ کے حکم کے مطابق فوری قصاص جبکہ دوسرے کا مؤقف نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق خلیفہ وقت کے ہاتھوں کی مضبوطی ضروری تھی۔ اب یہاں ہم 1400 سال بعد صحابہ کرامؓ کی نیتوں پر شک نہیں کر سکتے بلکہ اللہ نے تو کہہ رکھا کہ یہ اب دینی امور میں کسی قسم کا کفر، فسق و نافرمانی والا کوئی عمل نہیں کر سکتے کیونکہ یہی ہدایت یافتہ لوگ ہیں۔[الحجرات 7]

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے دونوں گروہوں کو حق جانب قرار دیا تھا۔[صحیح مسلم 2459 --- 2464]

آج کے موضوع میں ہم اس مشہور روایت کا جائزہ لیں گے اور مرزا ثانی سمیت نیم روافض کے دجل و فریب سے لوگوں کو مزید آگاہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ مرزا جہلمی کا اس روایت سے حجت پکڑنے کی وجہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو خطاء پر ثابت کرنا اور ان کے لشکر کو باغی قرار دینا ہے العیاذ باللہ۔ جبکہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نہ صرف جمل میں بھی اپنے مؤقف کو لئے حق پر

تھیں بلکہ قطعی جنتی بھی ہیں۔ باقی اگلے صفحات میں حدیث حو اَب کا مکمل علمی و تحقیقی جائزہ پیش کیا جارہا ہے جس میں واضح کیا جائے گا کہ یہ حدیث حو اَب اور اس کے تمام شواہد ضعیف ہیں اور نا قابل استدلال ہیں۔

حدیث حوأب

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ جب سیدہ عائشہؓ مدینہ منورہ سے بصرہ جاتے ہوئے بنو عامر کے پانیوں تک پہنچیں تو کتے بھونکنے لگے جس پر انہوں نے کہا کہ یہ کون سی جگہ ہے؟لوگوں نے کہا کہ یہ حوأب کے پانی کا مقام ہے انہوں نے کہا کہ میرا خیال تو یہی ہے کہ میں واپس لوٹ جاؤں لیکن سیدنا زبیر بن عوامؓ نے مشورہ دیا کہ اب آپ واپس نہ جائیں بلکہ آگے بڑھیں۔ ممکن ہے کہ مسلمان آپ کو دیکھیں اور اللہ تعالیٰ ان کے مابین صلح کرادے گا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز ہم سے فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک کی اس وقت کیا حالت ہو گی جب اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔ [مسند احمد 24758، 25161، السلسلہ صحیحہ 474، مصنف ابی شیبہ 38926، مسند اسحاق بن راھویہ 1569، مسند ابی یعلیٰ 4868، صحیح ابنِ حبان 6732، مستدرک حاکم 4613، مسند البزار 3275، دلائل النبوۃ للبیہقی 6/410 واسنادہٗ ضعیف]

روایت پر حکم:-

یہ روایت دو علتوں کی وجہ سے سخت ضعیف اور غیر ثابت ہے۔ اس روایت کے مرکزی راوی قیس بن ابی حازم ہیں جو کہ جنگ جمل میں موجود ہی نہیں تھے وہ اس روایت کو براہِ راست بیان کر رہے۔ دوسری علت قیس بن ابی حازم پر جنگ جمل کو لے کر محدثین نے منکر روایات بیان کرنے کی جرح کر رکھی ہے جس کی وجہ سے یہ روایت پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ ایسا راوی احکام و سنن والی روایات میں تو قابل احتجاج ہوتا ہے مگر انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد روئے زمین کی سب سے افضل مخلوق یعنی صحابہ کرامؓ کے باہمی مشاجرات پر ایسا راوی محدثین کے ہاں متروک ہی ہوتا ہے۔

■ علت نمبر 1:-

(سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور قیس بن ابی حازم کے درمیان انقطاع)

یہ روایت منقطع ہونے کی وجہ سے بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کے راوی قیس بن ابی حازم کا سیدہ عائشہؓ سے سماع ثابت نہیں اور یہ روایت مرسل منقطع ہے جبکہ دونوں کے درمیان ایک مجہول العین عورت ہے جس کا توثیق اور ضبط ثابت نہیں۔ جیسے کہ حافظ ابنِ عساکرؒ نے قیس بن ابی حازم عن عائشہؓ والی روایت پر مرسل کا حکم لگایا ہے۔[تاريخ دمشق لابن عساكر 42/305]

اسی طرح اگر مصنف ابنِ ابی شیبہ 12361 اور مصنف عبد الرزاق 16620 اور مسند ابی یعلیٰ 4712 کی اسانید کو دیکھ جائے تو قیس بن ابی حازم اور سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے درمیان ایک واسطہ پایا جاتا کہیں زینب نامی عورت کا واسطہ ہے تو کہیں عثمان نام کے غلام کا واسطہ دکھائی دیتا ہے جو یہ ثابت کر رہا ہے کہ قیس بن ابی حازم کا سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے براہِ راست سماع ثابت نہیں۔ اسی طرح مصنف عبد الرزاق 7306 والی سند میں بھی قیس بن ابی حازم اور سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے درمیان ایک عورت کا واسطہ موجود ہے جس کا کوئی علم نہیں۔ پھر کتاب السنہ لابن ابی عاصم صفحہ 515 میں بھی قیس اور سیدہ عائشہؓ کے درمیان ایک راوی ابو سہلہ مولیٰ عثمانؓ کا واسطہ موجود ہے اور یہی واسطہ مسند حمیدی رقم 270 میں بھی موجود ہے کہ قیس عن ابو سہلہ عن عائشہؓ ۔۔۔ اور لطف کی بات ہے کہ مسند احمد ہی میں اس زیر بحث روایت سے نیچے والی روایت کی سند میں بھی قیس اور سیدہ عائشہؓ کے درمیان ایک واسطہ یہی ابو سہلہ کا موجود ہے جس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ قیس بن ابی حازم کا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے براہ راست سماع نہیں ہے اور امام ابنِ عساکرؒ کا قیس عن عائشہؓ والی روایات پر مرسل کا حکم لگانا بالکل صحیح ہے اور نصوص سے ثابت شدہ ہے۔ اسی طرح ایک اہم نقطہ یہ ہے کہ اس روایت کو بیان کرنے والا قیس بن ابی حازم اگرچہ ثقہ ہے مگر اس نے جنگ جمل میں شرکت نہیں کی ہوئی۔ امام العلل علی بن مدینیؒ سے پوچھا گیا کہ قیس جنگ جمل میں شریک ہوا؟ وہ فرماتے ہیں کہ قیس بن ابی حازم نے جنگ جمل میں شرکت نہیں کی۔[العل لابن المدينى صفحہ 50 رقم 46]

جب علل (حدیث میں خفیہ علتیں تلاش کرنے والا امام) کے اتنے بڑے امام نے یہ بات واضح کر دی تو اس کے بعد مزید کسی بھی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ امام ابن سعدؒ بیان کرتے ہیں کہ قیس جنگ قادسیہ میں موجود تھا۔[طبقات الكبرىٰ لابن سعد 6/131]

امام ابن عساکرؒ بیان کرتے ہیں کہ قیس فتح بصرہ، یرموک اور قادسیہ میں شریک ہوا۔[تاریخ دمشق لابن عساکر 49/445]

امام خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں کہ قیس کوفہ گیا اور سیدنا علیؓ کے ساتھ مل کر خوارج سے جنگ بھی کی۔[تاریخ مدینہ الاسلام للبغدادی 6888]

مگر کسی بھی محدث نے اس کا تذکرہ جنگ جمل میں شامل ہونے کو لے کر نہیں کیا۔ الٹا علل کے امام علی بن مدینیؒ نے اس کے عدم شرکت کا ذکر کیا جیسے اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

■ علت نمبر2:-

(قیس بن ابی حازم منکر روایات بیان کرنے سے متہم اور حسن الحدیث مختلف فیہ راوی)

اس کے ثقہ و صدوق ہونے سے کوئی مسئلہ نہیں البتہ اس پر منکر روایات کی جرح بہر حال موجود ہے۔ جب تک کوئی ثقہ و ثبت راوی اس کی متابعت یا شواہد کے طور پر تائید نہیں کرتا یہ راوی ان روایات میں ضعیف الحدیث ہی شمار ہو گا۔ قیس بن ابی حازم کے بارے امام یحیٰی بن معینؒ کہتے ہیں کہ ثقہ راوی ہے۔ امام العلل علی بن مدینیؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھے امام یحیٰی بن سعید القطانؒ نے بتایا کہ قیس مناکیر بیان کرتا تھا اور اس کی منکر احادیث میں سے ایک حدیث حوأب بھی ہے۔ امام ابنِ حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ قیس بن ابی حازم دوسرے طبقے کا ثقہ راوی ہے اور اس کا وفات سے پہلے حافظہ بھی متغیر ہو گیا تھا۔ امام شمس الدین الذہبیؒ کہتے ہیں کہ علی بن عبد اللہ نے یحیی بن سعیدؒ کا قول نقل کیا کہ یہ منکر الحدیث تھا۔ اسماعیل بن ابی خالدؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ ثقہ تھا یہاں تک کہ اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور اس کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی تو پھر یہ خرافات بکنے لگا تھا۔ امام دار قطنیؒ کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں۔ امام علائیؒ کہتے ہیں کہ امام یحیٰی بن سعید القطانؒ نے قیس کو منکر الحدیث کہا ہے۔ امام یعقوب بن شیبہ السدوسی نے قیس بن ابی حازم کی توثیق کرنے کے بعد کہا کہ اس کی بعض روایات منکر ہیں۔ اور کہا کہ اس پر محدثین نے کلام کیا ہے چناچہ جن روایات میں یہ منفرد ہے انہیں غریب قرار دیا گیا ہے۔[تہذیب الکمال للمزی 4896، تہذیب التہذیب لابن حجر العسقلانی 6556، میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبی 6914، تاریخ دمشق لابن عساکر 49/460 رقم 5759، تاریخ

مدینہ الاسلام للبغدادی 6888، تقریب التہذیب لابن حجر العسقلانی 5566، الکاشف للذہبی 4596، سیر اعلام النبلاء للذہبی 4/198، المغنیٰ للذہبی 5059، الکاشف 4662، تاریخ دمشق لابن عساکر 49/462]

کیاسیدہ عائشہ صدیقہؓ پر حواب کے کتے بھونکنے والی روایت کا معجم الاوسط للطبرانی والا شاہد صحیح سند سے ثابت ہے؟

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ سال کا وہ دن جس میں نبی کریم ﷺ کی ازواج ایک دن رات آپ کے پاس اکٹھی ہوئیں۔ اس دن آپ نے فرمایا مجھ سے زیادہ جلدی وہ ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ہم اپنی کلائیاں ناپنے لگیں کہ ہم میں سے کس کے ہاتھ لمبے ہیں تو سیدہ سودہؓ کے ہاتھ لمبے تھے۔ جب سیدہ زینبؓ کا وصال ہوا تو ہمیں معلوم ہوا کہ ہاتھ لمبے ہونے سے مراد بھلائی اور صدقہ دینے میں ہے۔ سیدہ زینبؓ چرخہ کاتتی تھیں اور نبی کریم ﷺ کو جہاد کے لئے کپڑے سی کر دی کہتی تھیں اور غازیوں کی مدد کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اس دن کیا عالم ہو گا جس دن تم میں سے کسی ایک پر مقام حوأب کے کتے بھونکیں گے؟[معجم الاوسط للطبرانی 6276 واسنادهُ ضعیف]

روایت پر حکم:-

یہ روایت مجالد بن سعید کے ضعیف الحدیث، واہی الحدیث اور برے حافظے والا راوی ہونے کے سبب سخت ضعیف اور نا قابل استدلال ہے۔

■ **علت واحدہ:-**

(مجالد بن سعید الکوفی الہمدانی ضعیف الحدیث، واہی الحدیث اور برے حافظے والا)

امام شمس الدین ذہبیؒ کہتے ہیں کہ یہ علم حدیث کا ماہر ہے تاہم اس میں کمزوری پائی جاتی ہے۔ امام یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں کہ اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا اور یہ واہی الحدیث ہے اور ایک مرتبہ کہا صالح ہے۔ امام مزیؒ امام احمد بن شعیب النسائیؒ سے

نقل کرتے ہیں کہ یہ ثقہ راوی ہے مگر پھر اپنی اس بات سے رجوع کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث بیان کرنے میں قوی نہیں ہے اور اشج نے یہ بات ذکر کی ہے کہ یہ شیعہ ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ اس نے بہت سی روایات مرفوع کے طور پر نقل کی ہیں جنہیں لوگوں نے مرفوع کے طور پر نقل نہیں کیا اسی لئے یہ کوئی چیز نہیں اور کہا کہ اس کی اپنے اصحاب سے بیان کردہ روایات ایسے ہیں جیسے خواب۔ امام المحدثین محمد بن اسماعیل البخاریؒ امام یحییٰ بن سعید القطانؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اسے ضعیف قرار دیتے تھے۔ امام دار قطنیؒ کہتے ہیں کہ یہ مجالد بن سعید راوی ضعیف الحدیث ہے اور غیر معتبر ہے۔ امام ابو بکر البزارؒ کہتے ہیں کہ یہ اہل علم کے ہاں متکلم فیہ راوی ہے۔ امام عبد الرحمٰن بن ابو حاتم رازیؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد امام ابو حاتم رازیؒ سے پوچھا کہ مجالد سے احتجاج کیا جا سکتا ہے؟ تو امام ابو حاتم رازیؒ نے کہا کہ اس کی احادیث سے احتجاج نہیں کیا جائے گا اور یہ حدیث میں قوی نہیں۔ امام محمد بن سعد الواقدیؒ کہتے ہیں کہ یہ ضعیف الحدیث راوی ہے۔ امام ابن حبانؒ کہتے ہیں کہ یہ حافظے کا کمزور اور اسانید کو بدل دینے والا تھا۔ امام احمد بن صالح الجیلیؒ نے اسے حسن الحدیث کہا ہے جبکہ امام جوزجانیؒ کہتے ہیں کہ یہ ضعیف الحدیث راوی ہے۔ امام حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث بیان کرنے میں قوی نہیں ہے اور اس کا حافظہ بھی آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔ امام جریر بن حازم الجہضمیؒ نے اسے کذاب قرار دیا ہے جبکہ امام سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ مجالد سے تو اشعث بن سوار راوی حدیث میں بہتر ہے (جبکہ اشعث بن سوار خود بھی بہت سخت ضعیف الحدیث اور مجروح راوی ہے یعنی کہ امام سفیان ثوریؒ کے نزدیک مجالد اشعث بن سوار سے بھی حدیث میں بدتر ہے) امام یعقوب بن سفیان الفسویؒ کہتے ہیں کہ یہ صدوق الحدیث ہے اور پھر کہا کہ یہ اکثر مضطرب روایات بیان کرتا ہے۔ امام عبد الرحمٰن بن مہدیؒ کہتے کہ یہ راوی کوئی شے نہیں اور اس کا حافظہ بھی آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔ امام علی بن مدینیؒ کہتے ہیں کہ یہ اہل علم کے ہاں متکلم فیہ راوی ہے۔ امام احمد بن سنان القطانؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام عبد الرحمٰن بن مہدیؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ یہ کوئی چیز نہیں ہے۔ امام دوری امام یحییٰ بن معینؒ سے نقل کرتے ہیں کہ اس کی بیان کردہ احادیث سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح امام ابن ابی خیثمہؒ امام یحییٰ بن معینؒ سے نقل کرتے ہیں کہ مجالد بن سعید راوی ضعیف الحدیث اور واہی الحدیث راوی ہے۔ [تہذیب الکمال للمزی 5780، تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی 7658، میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبی 7070، طبقات ابن سعد 6/349، تاریخ یحییٰ بن معین بروایہ الدوری 3142، تاریخ الدارمی 811، کتاب العلل لابن مدینی 92، تاریخ الکبیر للبخاری جلد 8 رقم 1950، تاریخ الصغیر للبخاری 1/135، احوال الرجال للجوزجانی 132، الکنیٰ للمسلم صفحہ 84، ترتیب العلل للترمذی صفحہ 29، معرفت الثقات للعجلی 1658، سوالات الآجری لابی داؤد 3/190، سوالات

البرقانی للدارقطنی 484، کتاب الضعفاء للنسائی 552، دیوان الضعفاء للذهبی 3546، المغنی للذهبی 5183، شرح العلل للترمذی 136، کتاب جرح و تعدیل لابن ابوحاتم رازی جلد 8 رقم 1653، کتاب المجروحین لابن حبان 1037، تاریخ اسماء الضعفاء والکذابین لابن شاهین 638، کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی 851، کتاب الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی 2851، کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی 1833، کتاب الضعفاء للبخاری 348، الکامل فی الضعفاء الرجال لابن عدی 1901، تقریب التهذیب لابن حجر عسقلانی 6520، مسائل الامام احمد واسحاق بن راهویه 750، کتاب العلل ومعرفته الرجال بروایه عبدالله 881، سؤالات المیمونی 473]

حدیث حوأب کا درایتاً علمی و تحقیقی جائزہ

حوأب کے مقام پر موجود کتوں کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ ام المومنین سیدہ عائشہؓ ہیں اور یہ سیدنا علی المرتضیٰؓ سے قصاص عثمانؓ کا مطالبہ کرنے بصرہ کی طرف عازم سفر ہیں؟ جن پر کتے بھونکتے ہیں کیا وہ اجتہادی غلطی پر ہوتے ہیں؟ اس کے برعکس نبی کریم ﷺ نے تو ان توہمات میں پڑنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ جیسے الو کا بولنا یا کالی چیز کا سامنے سے گزرنا اور ان پر نحوست یا کام غلط ہونے کا عقیدہ وغیرہ۔[صحيح البخارى 5707]

تو کیا نبی کریم ﷺ اپنی ازواج سے اس قسم کی بات کہہ سکتے ہیں کہ اس کا کیا حال ہو گا جس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے اور وہ غلطی پر ہو گی؟ اولاً یہ روایت ہی ضعیف ہے اور اس حدیث میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ (بڑے افسوس کی حالت میں~~جو مرزا صاحب نے باطل فٹ نوٹ لگایا ہے اس روایت کو نقل کرنے میں) یہ جملے مرزا صاحب کے صحابہ دشمن ذہن کی اختراع ہیں اور حدیث کا مفہوم بگاڑنے کی مذموم کوشش ہے۔ نہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج کو اس سے روکا اور نہ آپ ﷺ نے اس بیوی کے متعلق کوئی فتوی لگایا اور نہ آپ نے اس کی کوئی تفصیل ہی بیان کی بلکہ صرف آنے والے وقت میں ایک واقعے کی خبر دی۔ صرف کتوں کا بھونکنا کوئی ایسی بات نہیں جس سے کسی کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کیا جا سکے۔ اس کا مشاہدہ آپ روزانہ کر سکتے ہیں کہ کتے بلا تفریق اچھے اور برے ہر ایک پر یکساں بھونکتے ہیں۔ اگر یہ کوئی اتنا اہم مسئلہ ہوتا تو نبی کریم یمن ﷺ ضرور بالضرور اس کے متعلق کوئی وضاحت فرماتے، آپ ﷺ کبھی اس کو مبہم نہ چھوڑتے کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک عمل جرم اور گناہ ہو اور نبی کریم ﷺ کو معلوم بھی ہو اور آپؐ اس سے نہ روکیں۔ فرمان رسالت مآب ﷺ ہے کہ جو چیز بھی جہنم کی طرف لے جاتی ہے، میں نے یقینا تمہیں اس سے منع کیا ہے۔[سلسلة الصحيحة 1012 واسنادهٗ صحيح]

مرزا صاحب! اگر یہ بات بھی جہنم کی طرف لے جانے والی ہوتی تو نبی کریم ﷺ اس سے ضرور منع کرتے۔ جبکہ حقیقت

حال یہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ مکمل برحق تھیں اور خلیفہ وقت سے زیادہ دین جانتی تھیں اور انہیں قصاص کے امور اور خلیفہ وقت سے اسکا مطالبہ کرنا شرعی لحاظ سے بخوبی معلوم تھا لہذا بعد کے کسی لنڈے کے مفکر یا کسی بھی محدث کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ سیدہ ملکہ طہارتؓ کا خلیفہ وقت کے خلاف خروج کو انکی اجتہادی خطاء کہے ایسے تمام اقوال باطل اور مردود ہیں۔ رہی بات کتوں کے بھونکنے کی تو وہ آج بھی سیدہ پر کافی بھونکتے ہیں اور ان کا بھونکنا ہی ان کی ایسی سزا ہے کہ رہتی دنیا تک یہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے سینے پیٹتے رہیں گے ان شاء اللہ۔

حدیث حوأب پر علمائے محدثین کی جرح

1. امام یحییٰ بن القطانؒ نے فرمایا کہ قیس بن ابی حازم منکر الحدیث ہے اس کے بعد انہوں نے قیس کی منکر احادیث بیان کی جس میں حدیث کلاب الحواب بھی شامل تھی۔ اگر راوی پر جرح کو نہیں بھی مانا جائے تب بھی حدیث پر منکر کی جرح بدستور موجود ہے۔ امام ابن عساکرؒ نقل کرتے ہیں کہ ہمارے محدثین نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے بعض حضرات نے اس پر تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ یہ منکر احادیث بیان کرتا ہے اور جن مرویات میں یہ منفرد ہو وہ غریب ہوتی ہیں۔[تاریخ دمشق لابن 49/464، تاریخ دمشق لابن عساکر 49/462]

2. امام ابن عدی الجرجانیؒ نے حدیث حوأب کو اپنی کتاب الکامل فی الضعفاء والرجال میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جو تم نے حوأب کے پانی کے متعلق شہادت دی تو تم اس میں بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے۔ تمہاری بیان کردہ شہادت کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی نبی کریم ﷺ نے کوئی ایسی بات کہی تھی اور نہ ہی کسی آدمی نے کوئی ایسی شہادت دی تھی اور تمہاری یہ جھوٹی شہادت بھی لکھ لی گئی اور تم سے اس کا سوال کیا جائے گا۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا کہ اس کتاب الکامل میں امام ابن عدیؒ کی عادت یہ ہے کہ وہ ثقہ یا غیر ثقہ کی منکر احادیث کا تذکرہ کرتے ہیں۔ امام تاج الدین السبکیؒ نے لکھا کہ امام ابن عدیؒ ہر راوی کے ترجمہ میں اس کی غریب اور منکر احادیث میں ایک یا اس سے زائد کا تذکرہ کرتے تھے۔[الکامل فی الضعفاء الرجال لابن عدی 1152، ھدی الساری مقدمہ فتح الباری صفحہ 429، الطبقات الشافعیۃ الکبریٰ صفحہ 316]

3. قاضی ابو بکر بن العربی المالکیؒ نے لکھا کہ جو تم نے حواب کے پانی کے متعلق شہادت دی تو تم اس میں بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے تمہاری بیان کردہ شہادت کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے کوئی ایسی بات کہی

تھی اور نہ ہی کسی آدمی نے کوئی ایسی شہادت دی تھی اور تمہاری یہ جھوٹی شہادت بھی لکھ لی گئی اور تم سے اس کا سوال کیا جائیگا۔[العواصم من القواصم لابن العربی صفحہ 162]

4. امام جرح وتعدیل عبد الرحمن ابن الجوزیؒ نے امی عائشہ کی طرف منسوب کلاب الحواب والی روایت کو اپنی ضعیف احادیث کی کتاب امام العلل المتناھیہ فی الاحادیث الواھیہ کتاب میں بھی شامل کر دیا پس ثابت ہو گیا کہ امام ابن الجوزیؒ کے مطابق الحواب کے کتوں والی روایت ضعیف اور غریب ہے۔[العلل المتناهة فی الاحادیث الواهیه 1420، غریب الحدیث لابن الجوزی صفحہ 250]

کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ اے علیؓ عنقریب آپ کے اور سیدہ عائشہؓ کے درمیان ایک معاملہ ہو گا؟

سیدنا ابو رفعؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی ابن ابی طالبؓ سے فرمایا کہ یاد رکھنا اے علیؓ !عنقریب تمہارے اور عائشہ صدیقہؓ کے درمیان ایک معاملہ ہو گا۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ نے پوچھا کہ کیا میرے ساتھ؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں! سیدنا علیؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! پھر تو میں بڑا بد بخت ہوں گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں بلکہ جب ایسا ہو گا تو تم اس(عائشہؓ) کو اس کی پناہ گاہ تک پہنچا دینا۔[مسند احمد 27242، مجمع الزوائد 12024، مسند البزار 3881، و مشیخة یعقوب بن سفیان الفسوی رقم 46، مشکل الآثار للطحاوی 5612، 5513، و المعجم الکبیر للطبرانی رقم 995 واسنادهُ ضعیف]

روایت پر حکم:-

یہ حدیث دو علتوں کی وجہ سے ضعیف ہے پہلی علت ابو اسماء مولیٰ آل جعفر راوی مجہول ہے اور دوسری علت فضیل بن سلیمان راوی ضعیف الحدیث راوی ہے جیسا کہ آگے تفصیل سے بیان ہو رہا ہے۔

■ علت نمبر 1:-

(ابو اسماء مولیٰ آل جعفر راوی مجہول)

ابو اسماء مولی آل جعفر راوی مجہول ہے اس راوی کا ذکر امام المحدثین امام بخاریؒ نے بغیر جرح و تعدیل کے کیا ہے۔ اسی طرح امام ابن ابی حاتم رازیؒ نے اس راوی کا ذکر بغیر جرح و تعدیل کے کیا ہے۔ اور ایسا راوی مجہول ہوتا ہے جس کا ذکر امام بخاریؒ اور امام ابن ابو حاتم رازیؒ بغیر جرح و تعدیل کے کریں یعنی سکوت اختیار کریں۔ نیز متاخرین کی توثیق علل و حدیث کے ماہر امام المحدثین امام

بخاریؒ اور امام ابن ابی حاتم رازیؒ کے مقابلے میں قابل قبول نہیں ہے۔[التاریخ الکبیر للبخاری جلد 7 رقم 22، الجرح و تعدیل لابن ابی حاتم جلد 7 رقم 1470]

■ علت نمبر2:-

(فضیل بن سلیمان راوی ضعیف الحدیث راوی)

امام یحییٰ بن معینؒ نے فرمایا کہ فضیل بن سلیمان النمیری ثقہ نہیں ہے۔ امام ابو حاتم رازیؒ نے فرمایا کہ فضیل بن سلیمان قوی نہیں ہے اس کی حدیث متابعت میں لکھی جائے گی۔ امام ابوزرعہ الرازیؒ نے فرمایا کہ فضیل بن سلیمان حدیث میں کمزور ہے۔ امام ابنِ جوزیؒ نے اسے اپنی کتاب الضعفاء میں ذکر کیا ہے۔ امام احمد بن شعیب النسائیؒ نے فرمایا کہ فضیل بن سلیمان قوی نہیں ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ قوی نہیں۔ امام ابنِ حجر عسقلانیؒ کہتے ہیں کہ یہ ضعیف الحدیث ہے۔ امام الساجیؒ کہتے ہیں کہ یہ صدوق ہے مگر مناکیر بیان کرتا ہے۔ امام عبد الباقی بغدادیؒ فرماتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ امام ابنِ حبانؒ نے اس کا ذکر اپنی کتاب الثقات میں کر رکھا ہے۔ امام نسائیؒ نے مزید فرمایا کہ فضیل بن سلیمان نے منکر حدیثیں بیان کیں ہیں۔ امام عبد الرحمن بن مہدیؒ فضیل بن سلیمان سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔ امام ابن عدیؒ نے فضیل بن سلیمان کا ذکر اپنی کتاب الضعفاء میں کیا ہے۔ امام ابن الجوزیؒ نے اسے کتاب الضعفاء والمتروکین میں نقل کر کے اس پر امام یحییٰ بن معینؒ کی جرح (یہ ثقہ نہیں) امام ابو حاتم الرازیؒ کی جرح (اس سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا) امام ابوزرعہ الرازیؒ کی جرح (لین الحدیث) امام احمد بن شعیب النسائیؒ کی جرح (یہ قوی نہیں) نقل کی ہے۔ امام ابن حجر العسقلانیؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ صدوق الحدیث اور کثیر الخطاء ہے۔ امام ابن شاہینؒ نے اسے اپنی کتاب تاریخ اسماء الضعفاء والکذابین میں ذکر کرنے کے بعد محض امام یحییٰ بن معین کی جرح پر ہی اعتماد کیا اور اپنا کوئی فیصلہ ذکر نہیں کیا۔[تہذیب الکمال للمزی 4759، تہذیب التہذیب لابن حجر العسقلانی 6401، تاریخ الکبیر للبخاری 7/123 رقم 551، کتاب جرح و تعدیل لابن ابوحاتم الرازی 7/72 رقم 413، سؤالات الآجری لابی داؤد 332، الکامل فی الضعفاء الرجال لابن عدی الجرجانی 1566، کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی 494، کتاب الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی 2725، الکاشف للذہبی 4484، تاریخ یحییٰ بن معین بروایہ الدوری 4481، میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبی 6773، العلل المتناھیہ فی الاحادیث الواھیہ لابن الجوزی 1419، کتاب الثقات لابن حبان 7/316، دیوان الضعفاء للذہبی 3389، المجموع شرح المہذب 338/11،

تقریب التہذیب لابن حجر العسقلانی 5427، تاریخ اسماء الضعفاء والکذابین لابن شاهین 508]

◈ تنبیہ:-

امام مسلمؒ نے فضیل بن سلیمان سے متابعت میں صرف دو حدیث لی ہیں اصول میں اس سے حدیث نہیں لی لہذا یہ راوی امام مسلمؒ کے نزدیک بھی قابل اعتماد نہیں ہے اسی طرح امام بخاریؒ نے بھی فضیل بن سلیمان سے احادیث متابعت میں لی ہیں۔ اصول میں حدیث نہیں لیں نویں صدی ہجری کے امام ابن حجر عسقلانیؒ نے فضیل بن سلیمان کے متعلق کہا کہ صدوق، اس نے کثرت کے ساتھ غلطیاں کی ہیں تو مرزا صاحب کے قابل اعتماد الشیخ علامہ شعیب الارنوؤطؒ نے امام ابن حجر عسقلانیؒ کا رد کرتے ہوئے فضیل بن سلیمان کے متعلق لکھا ہے کہ "**بل ضعیف یعتبر به فی المتابعات و الشواهد، فقد ضعفه ابن معین و ابوزرعة، و ابوحاتم، والأجری، والنسائی وصالح جزرة، وابن قانع**".....الخ [تحریر تقریب التہذیب راوی 5427]

نیز مرزا صاحب نے جو آٹھویں صدی ہجری کے امام ہیثمیؒ حنفی کا قول نقل کیا ہے کہ "**رجاله ثقات**" تو اس کے متعلق کچھ وضاحت تو پیچھے گزر چکی ہے مزید یہ عرض ہے کہ امام یحیٰی بن معینؒ، امام ابوحاتم رازیؒ، امام ابوزرعہ رازیؒ، امام نسائیؒ وغیرہ کی جرح کے مقابلے میں آٹھوس صدی ہجری کے منفی امام ہیثمیؒ کے قول کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جب یہ روایت ہی مردود ہے تو اس سے استدلال بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔!!

کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ میری ایک بیوی پر چشمہ حوأب کے کتے بھونکیں گے اور اس کے دائیں بائیں بڑی قتل وغارتگری ہو گی؟

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا کہ کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ تم میں سے میری کونسی بیوی ایک ایسے اونٹ پر سوار ہو گی جس کے چہرے پر بہت زیادہ بال ہوں گے۔ حوأب کے کتے نکلیں گے اور اس کے دائیں بائیں بہت زیادہ قتل وغارتگری ہو گی پھر وہ بال بال بچ جائے گی۔[مجمع الزوائد 12026، مسند البزار 4777، مصنف ابی شیبہ 38940، مشکل الآثار الطحاوی 5611 واسنادهٗ ضعیف]

■ **علت فی الحدیث:-**

(یہ روایت منکر ہے)

یہ حدیث منکر ہے جیسے کہ علل ورجال کے آئمہ نے کہا ہے۔ امام ابو حاتم رازیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عصام راوی کہ علاوہ روایت نہیں کی گئی اور یہ حدیث منکر (ضعیف) ہے۔ اور اسی حدیث کے متعلق امام ابنِ ابو حاتم رازیؒ نے امام علل ورجال امام ابوزرعہؒ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے۔ امام ابوزرعہؒ مزید فرماتے ہیں کہ اس سند کے علاوہ اسے روایت نہیں کیا گیا۔[کتاب العلل فی الحدیث لابن حاتم 2787]

تنبیہ:-

امام الہیثمیؒ کا اس حدیث کے رجال کو "**رجال الثقہ**" کہنا اس بات کی ہرگز دلیل نہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ کئی بار ثقہ راوی ہوں بھی تو سند میں انقطاع ہو سکتا، راوی ثقہ مدلس ہو سکتا، حدیث شاذ ہو سکتی، منکر ہو سکتی وغیرہ وغیرہ۔ ویسے بھی اس

حدیث کو امام ابوزرعہ رازیؒ اور امام ابو حاتم رازیؒ منکر یعنی ضعیف کہہ رہے ہیں اب آٹھویں صدی ہجری کے ایک حنفی عالم کا صرف "**رجال الثقہ**" کہہ لینے سے تو یہ حدیث صحیح نہیں ہو جاتی جب کہ متقدمین محدثین میں سے دو مشہور اور معتبر آئمہ کے نزدیک یہ حدیث مجروح ہے لہٰذا مندرجہ بالا گفتگو سے ہم اس نتیجے پر منتج ہوئے ہیں کہ یہ حدیث اپنے تمام طرق کے ساتھ سخت ترین ضعیف (منکر) ہے الحمد اللہ۔ اللہ نے ہم وفاداران صحابہ کرامؓ کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ ہم عظمت صحابہ کرامؓ پر اٹھنے والی باطل قوتوں کی ہر انگلی کو کاٹنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

❁ سلسلہ احادیث صحیحہ میں موجود اس ضعیف حدیث پر علامہ البانیؒ کے قول و تبصرے کا جواب:-

اولاً تو یہ روایات ہی سرے سے ثابت نہیں اس پر علامہ البانیؒ کا تبصرہ بھی کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ان کی یہ بات صحیح ہے کہ ہم اہلسنت والجماعت کے اجتماعی عقیدہ کے مطابق عصمت صحابہ کرامؓ کے ہر گز قائل نہیں مگر وہیں اللہ کا قرآن اس بات کی بھی تصدیق کر رہا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے تزکیہ نفس جو بارگاہ رسالت سے ہر صحابی کا ہو چکا اس کے بعد یہ دینی امور میں ہر قسم کے کفر، گناہ کبیرہ اور معصیت سے پاک کر دیئے گئے ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ [الحجرات 7]

علامہ البانیؒ کا یہ کہنا کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے رجوع کر لیا تھا وہ نادم تھیں یہ شیخ کا تسامح ہے جب کہ حقیقت تو یہ ہے کہ سیدہ اس دنیا سے رخصت ہوتے یہی نظریہ لے کر گئیں کہ جمل میں جو بھی ہوا ان سے، وہ ان کی رائے کے مطابق بالکل صحیح تھا اور سچ بھی یہی ہے۔ کیونکہ اگر سیدنا معاویہؓ اور اماں جان قصاص عثمانؓ کا مطالبہ نہ کرتے تو یہ امت سیدنا عثمانؓ بن عفان کی شہادت کو بھول چکی ہوتی۔ رہی یہ بات کہ علامہ البانیؒ کا یہ کہنا کہ کسی ایک کو خطاء پر محمول کیا جانا چاہیے تو خاکسار سلفی کی عرضی ہے کہ جب اللہ نے دونوں گروہوں کو حق پر کہہ دیا ہے تو یہ اجتہادی خطاء کہاں سے ہو گئی؟ جبکہ انکا مطالبہ صد فیصد برحق اور عین شریعت کے مطابق تھا۔

افضل النساء سیدہ عائشہ صدیقہؓ سیدنا علی المرتضیٰؓ سے زیادہ فقیہ اور عالمہ تھیں اور انہیں اپنے خلیفہ وقت سے قصاص کا مطالبہ کرنے کے آداب کا بھی بخوبی علم تھا کیونکہ دین سیدہ کے گھر میں ان کے سامنے پروان چڑھا تھا۔ سینکڑوں مسلمانوں کی جانوں کے ضیاع کے ذمہ دار اشتر نخعی اور ابن سبا کے کارندے تھے جو دونوں اطراف کی صفوں میں موجود تھے۔ اِنہیں بدبختوں نے پہلے سیدنا عثمانؓ پھر سیدنا طلحہؓ، پھر سیدنا زبیرؓ اور بعد میں سیدنا عمار بن یاسرؓ کو شہید کیا تھا اور جمل و صفین برپا کر کے امت کے اتحاد کو پارہ

پارہ کرنے کی کوشش کی تھی جس کا سد باب سیدنا معاویہؓ نے اپنی خلافت راشدہ کے سنہرے دور میں بڑی عقل مندی اور بہادری کے ساتھ کیا جس کی وجہ سے ان باغیوں، خارجیوں، ناصبیوں اور رافضیوں کی ذریت آج بھی سیدنا معاویہؓ سے نالاں ہیں!!

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے جنگ جمل کے بعد اپنے فیصلے سے رجوع کر لیا یا مرزا ثانی نے افضل النساء پر بہتان باندھا؟

اماں جان عائشہ صدیقہؓ پر مرزا ثانی کی طرف سے ایک الزام عائد کیا جاتا ہے کہ انہوں نے جنگ جمل کے بعد اپنے مؤقف پر پشیمان ہونے کی وجہ سے توبہ ورجوع کر لیا۔ یہ اماں جان پر اتنا بڑا بہتان ہے کہ اس بہتان کے بعد اس جاہل ناصبی انسان کی ناصبیت کھل کر واضح ہو جاتی ہے۔ اہل بیت سے محبت کے جھوٹے دعوے کرنے والا انسان اہل بیت کی سب سے معزز ہستی پر بدترین اور غلیظ الزامات لگا رہا ہے کہ اماں جان سیدہ عائشہ صدیقہؓ اتنا رویا کرتی تھیں کہ ڈوپٹہ تر ہو جاتا تھا۔ وہ جنگ جمل میں اپنے خروج کے بعد بہت پشیمان تھیں اور "**وقرن فی بیوتکن**" کی آیت پڑھ پڑھ کر رویا کرتی تھیں وغیرہ وغیرہ۔

اپنے اس غلیظ نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے مرزا ثانی نے مصنف ابی شیبہ کی ایک روایت کا سہارا لیا جس کا متن یہ ہے کہ اماں جان سیدہ عائشہ صدیقہؓ کہتی تھیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد ایک نیا کام سرزد ہو گیا تھا۔ یہ روایت شیعہ ابنِ مرزا اپنے پمفلٹ کی حدیث نمبر 12 کے تحت لایا ہے۔ جس کے بعد مرزا ثانی صحیح البخاری کی ایک اور حدیث لایا جس کا متن یہ ہے کہ اماں جان سیدہ عائشہ صدیقہؓ جنت البقیع میں تدفین نہیں چاہتی تھیں کیونکہ انہوں نے جمل میں خروج کیا تھا معاذ اللہ۔

◈ روایت نمبر 1:-

قیس بن ابی حازمؒ تابعی کا بیان ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا آخری وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے ساتھ دفن نہ کرنا کیونکہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک نیا کام سرزد ہو گیا تھا۔ [مصنف ابی شیبہ 38927 واسنادہٗ ضعیف]

روایت پر حکم:-

یہ روایت اسماعیل بن ابی خالد کے مدلس ہونے کی وجہ سے ضعیف اور نا قابل استدلال ہے۔ امام اسماعیل بن ابی خالد ثقہ ہونے کے ساتھ ساتھ مدلس بھی ہیں اور سند میں ان کا عنعنہ موجود ہے جبکہ سماع کی تصریح کسی بھی سند سے ثابت نہیں ہے لہذا یہ روایت مردود ہے۔

■ علت فی الحدیث:-

(اسماعیل بن ابی خالد مدلس)

یہ روایت اسماعیل بن ابی خالد کے مدلس ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اسماعیل بن ابی خالد مدلس ہیں اور صیغہ عن سے روایت کر رہے ہیں جبکہ سماع کی تصریح بھی موجود نہیں، آئمہ محدثین میں سے کافی آئمہ نے انہیں مدلس قرار دیا ہے۔ حافظ زبیر علی زئیؒ نے اسماعیل بن ابی خالد کا شمار مدلسین میں کیا ہے، امام نسائیؒ نے اسماعیل بن ابی خالد کو مدلس کہا ہے۔ امام حاکم نیشاپوری نے بھی اسماعیل بن ابی خالد کو مدلسین میں شامل کیا۔ ابو محمود المقدسیؒ اور امام سیوطیؒ نے اسماعیل بن ابی خالد کو مدلسین میں شمار کیا۔ امام ابنِ حجر عسقلانیؒ نے انہیں اپنی مدلسین کی مشہور کتاب طبقات المدلسین میں مدلس قرار دیا ہے۔ محمد بن طلعتؒ نے معجم المدلسین میں انہیں مدلس قرار دیا۔ امام علائیؒ نے اسماعیل بن ابی خالد کو مدلسین میں شمار کیا ہے۔ [طبقات المدلسین 2/36، جامع التحصیل صفحہ 105 کتاب ابوزرعہ لابن العراقی 3، حلبی صفحہ 14، مقالات 2/547، الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین صفحہ 52، المدخل الی الاکلیل صفحہ 46، سؤالات السلمی دارقطنی صفحہ 365 رقم 477، رقم 477، تقریب التہذیب 438، معجم المدلسین صفحہ 82 -- 85، کتاب العلل معرفتہ الرجال لابن احمد 4933، کتاب جرح و تعدیل لابن ابی حاتم 589، تاریخ الثقات للعجلی صفحہ 64 راوی 84، جامع التحصیل للعلائی صفحہ 105، طبقات المدلسین لابن حجر صفحہ 33، معرفۃ الثقات والضعفاء للعجلی 1/225، تاریخ الثقات صفحہ 64]

◈ روایت نمبر2:-

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے منقول ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا میں پسند کرتی ہوں کہ میں ایک ترشاخ ہوتی اور اپنا

یہ سفر (جنگ جمل والا) طے نہ کرتی۔[مصنف ابن ابی شیبہ 37818 واسنادہٗ ضعیف]

روایت پر حکم:-

یہ روایت منقطع ہونے کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی امام ابن حزمؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عبید بن نمیر کا سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے سماع و لقاء ثابت نہیں اور اس نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے کچھ (براہِ راست) نہیں سنا۔ جبکہ امام بخاریؒ نے تو یہاں تک کہا کہ اس کا اپنے والد عبید بن نمیر (متروک الحدیث) سے بھی سماع ثابت نہیں ہے۔ اسی طرح امام ابن محرز امام یحیٰی بن معینؒ سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے اپنے والد سے کچھ نہیں سنا۔[تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی 4010، تہذیب الکمال للمزی 3406]

❁ صحیح البخاری کی حدیث سے مرزا جہلمی کے باطل استدلال کا علمی و تحقیقی جواب:-

اماں جان عائشہ صدیقہؓ نے سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کو وصیت کی تھی کہ مجھے نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ دفن نہ کرنا۔ بلکہ میری دوسری سوکنوں کے ساتھ بقیع غرقد میں مجھے دفن کرنا۔ میں یہ نہیں چاہتی کہ ان کے ساتھ میری بھی تعریف ہوا کرے۔[صحیح البخاری 1391]

واہ مرزا صاحب! آپ نے تو کتمان حق، تحریفات، کذب بیانیوں میں مرزا اول کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ یہ حدیث مرزا صاحب نے اماں جان سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے بغض میں اپنے بدنام زمانہ پمفلٹ میں شامل کی ہے۔ جب کہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ اماں جان سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی عاجزی و انکساری تھی کہ وہ اپنے مقابلے میں ان ہستیوں کو اپنے سے اولیٰ سمجھ رہی تھیں ورنہ جب سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے سیدنا عمر فاروقؓ کی حجرہ اقدس میں تدفین کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ میں نے یہ جگہ صرف اپنے لئے رکھی ہوئی تھی لیکن آج میں سیدنا عمر فاروقؓ کو اپنے پر فوقیت دیتی ہوں۔[بخاری 1392، 3700]

افسوس! کہ تم نے صحابہ کرامؓ کی عاجزی کو بھی اپنی تحریفات، کتمان حق، اور جھوٹ سے لبریز بریکٹوں کے سہارے معیوب کر دیا کبھی تم سیدنا عمرو بن عاصؓ کی وفات کے وقت کی عاجزی کا مذاق اڑاتے ہو تو کبھی اماں جان سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی عاجزی کو ان کا گناہ کبیرہ بنانے کی کوشش کرتے ہو اور اپنی بکواسات کو اجتہادی خطاء کہہ کر ایک اجر کا مستحق کرنے کی کوشش بھی کر لیتے ہو۔

صرف و صرف سیدنا علی المرتضیٰؓ کو برحق ثابت کرنے اور ایرانی ریالوں کا حق ادا کرنے کے لئے آپ اس انسان سے ہر قسم کی توقع رکھ سکتے ہیں۔ جبکہ اماں جان سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا مؤقف سو فیصد قرآن و حدیث کے عین مطابق تھا (جو بعد کے حالات نے سچ ثابت کر دیا تھا) کیونکہ امت کی سب سے بڑی فقیہہ، عالمہ فاضلہ اماں جان عائشہ صدیقہؓ ہیں اور وہ قرآن و حدیث کو سیدنا علی المرتضیٰؓ سے زیادہ بہتر سمجھنے والی تھیں۔ صحابہ کرامؓ مختلف فقہی احکام پوچھنے کے لئے اماں جان سے ہی استفادہ حاصل کرتے تھے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے اہل عقل! قصاص میں تمہاری لئے زندگی ہے تاکہ تم (قتل وخونریزی سے) بچو۔ [البقرہ 179]

سیدنا عثمانؓ بن عفان کی صرف شہادت کی خبر سن کر نبی کریم ﷺ نے تمام اصحابؓ سے قصاص عثمانؓ پر بیعت لی تھی جس پر اللہ نے خیر مقدم کرتے ہوئے مؤمنین کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ قرار دیا اور ان سے ہمیشہ ابد تک کے لئے راضی بھی ہوا، اسلامی تاریخ اسے بیعت رضوان کے نام سے آج بھی یاد کرتی نظر آتی ہے۔ [الفتح 10، 18]

اور مدینہ کی حرمت کی پامالی کے ساتھ ساتھ جو کچھ خلیفہ راشد سیدنا عثمان غنیؓ کے ساتھ ہوا اس کا خمیازہ آج بھی امت مسلمہ کو بھگتنا پڑ رہا۔ جب صرف قتل عثمانؓ کی افواہ پر اللہ و رسول کا انداز قصاص و بدلے کو تقویت دیتا نظر آ رہا ہے تو خلیفہ وقت سے قاتلین کو قصاص کے جرم میں الٹا لٹکائے جانے پر اجتہادی خطاء کی بازگشت کیوں؟

❁ اماں جان سیدہ عائشہ صدیقہؓ کیوں روتی تھیں جس سے دوپٹہ تر ہو جاتا تھا؟

شیعہ ذاکر ابنِ مرزا نے یہ روایت اپنے بدنام زمانہ پمفلٹ میں تو نہیں ڈالی مگر وہ یہ روایت اکثر و بیشتر اپنے ویڈیو لیکچرز میں بیان کرتا رہتا ہے۔ ریسرچ پیپر میں یہ حدیث نہ ڈالنے کی وجہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کو اس حدیث کا حوالہ دینا پڑتا تھا اور لوگوں اور ان کے مقلدین سے حقائق مخفی نہیں رہنے تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ اماں جان سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور سیدنا عبداللہ بنِ زبیرؓ کے مابین کچھ اختلاف ہوا جس پر اماں جان نے قسم کھالی کہ سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ سے دوبارہ کلام نہیں کروں گی۔ پھر کچھ لوگوں کی سفارش پر صلح کروائی گئی اس کے بعد جب بھی آپ یہ قسم یاد کرتیں تو رونے لگتیں اور آپ کا دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔ [صحیح البخاری 6073]

یہ وجہ تھی اماں جان سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے رونے کی، جمل کے معاملے پر وہ نہ صرف خود یہی موقف لئے اس دنیا سے گئیں

بلکہ اسی موقف کو لئے وہ سیدنا معاویہؓ کو دعا دیا کرتی تھیں کہ فتنہ کے دنوں میں میری یہی دعا ہوتی تھی کہ اللہ میری عمر بھی سیدنا معاویہؓ کو لگادے۔[الطبقات لابی عروبتہ الحرانی صفحہ 41]

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

بندۂ احقر خاکسار

حافظ ابو معاویہ عبد الرحمن سلفی آف سیالکوٹ

خادم کتاب وسنت وکیل صحابہ

- ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۴۵ ہجری بروز ۲ نومبر ۲۰۲۳